

## مغربی تہذیب کا بحران

## یورپ — ایک وسیع پاگل خانہ

جناب ریاض الحسن نوری صاحب

(۳)

جائزہ سے ناجائز کی زیادہ قدر | عرض کردہ حالات میں ولد الحرام Bastard ہونا بھی امتیازی نشان

سمجھا جاتا تھا۔ کیونکہ اس کا مطلب یہ لیا جاتا تھا کہ اس کی والدہ نے کسی بہت ہی بہادر نائٹ کے بیعت کی قربانی دی تھی۔ اسی وجہ سے فرینکس حکومت کے بانی Clotwig کے ناجائز بیٹے کو باپ کی موت کے بعد جائز بیٹوں کی نسبت سلطنت کا کہیں بڑا حصہ وراثت میں ملا۔ قاخ ولیم William

اپنے لقب "ولیم دی باسٹرڈ" کا کسی طور پر جبرانہ مناتا تھا۔ لیکن ہماری تاریخ کی کتب اس بات کو واضح نہیں کرتیں حقیقت یہ ہے کہ ایک ہیرو کے لیے "باسٹرڈ" (نیچر گناہ) ہونا تقریباً لازمی امر تھا۔ باسٹرڈ ہونے کا الزام لگانا رشار لین، چارلس مارٹل اور دوسرے لوگوں پر لگایا

جاتا رہا ہے۔ اسی طرح نیم ولیم مالائی ہستیوں مثلاً شاہ آرغھڑ Concho Bar Ronland Gowain

اور Cuchulainn پر بھی یہ لفظ چسپاں کیا جاتا رہا ہے۔ نیچر گناہ Bastardy ہونے

پر فخر جدید دور میں بھی بالکل ناپید نہیں ہے۔ مثال کے طور پر کوئی بیس سال ہوئے انگلینڈ کا ایک ذریعہ

بھی اپنے ولد الحرام ہونے پر فخر کیا کرتا تھا۔ (فرٹ از ایڈیٹر: امریکی جمہوریہ کے دسترسازوں اور اس کے صدوں

سے یونارڈی ڈاؤنسی جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ اس سے ذہنی شخص یورپ میں آج تک نہیں پیدا ہوا۔ اس کے

متعلق تو یہ ثابت شدہ امر ہے کہ وہ ولد الحرام تھا۔

۲۶ صفحات ۲۲ تا ۲۹ از سیکس ان ہسٹری مصنف G. Rattary Taylor

اور دیگر عہدہ داروں میں خاصی شہرت دار شخصیتیں ناجائز ولادت کے شرف سے مشرف تھیں اور اب بھی یہ سلسلہ جاری ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ یورپ نے عام تاریخ کو تبدیل کر کے پیش کیا ہے۔ مثلاً ٹائٹ لوگ جو پرلے درجے کے بدکار، بد اخلاق اور بہت ہی نامہنجار لوگ تھے۔ ان کو تاریخ داؤب میں میروز کی مانند پیش کیا گیا ہے۔

اب ہم مائٹوں کی حقیقت دکھانے کے لیے ایک اور مصنف کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ رچرڈ لوشون Richard Lewinshon جو ڈاکٹر تھے اور مورخ بھی، انہوں نے اپنی کتاب کا عنوان باندھا ہے۔ "بنگہ کارانہ بیکاری" اور اسی عنوان کو دوسرے لفظوں میں یوں لکھا ہے "بہادر سرداروں کے اخلاقیات" (Knightly Morais : virtuous Adultery) اس کتاب کا اقتباس:-

..... قرون وسطیٰ میں جنسی بدکاری کو سوسائٹی ادوار سابق سے بھی زیادہ کھلے دل سے قبول کرتی تھی۔ سوائے پادریوں، راہبوں اور زنیوں کے، کسی کے لیے بھی جنسی جذبات پر کنٹرول ضروری نہ تھا..... بے وفائی کوئی جبری بات نہ تھی، جب کہ ایک شخص محض ظاہری بھرم قائم رکھے اور ضرورت کے وقت تلوار چلا سکے۔ (اگرچہ اکثر ایسا نہ ہوتا) اور اپنے دل کے جذبات کی خاطر مرنے کے لیے تیار ہو..... جو ٹائٹ دوسروں کی بیویوں کو شکار بنانے میں مشاق ہونے سے پہلے تک محض اپنی بیوی تک انحصار کرتا، اسے کسی قابل نہ سمجھا جاتا..... حکومت اور چرچ دونوں ہی نوجوان ٹائٹ اور سیرن کی لیڈی کے ناجائز تعلقات کو برداشت کرتے تھے۔

ایک جنگجو نوجوان اپنے دل کے معاملے میں مذہب کو بھی شامل کر سکتا تھا..... اس کے لیے عام طریقہ یہ تھا جو کہ بظاہر ناقابل یقین نظر آتا ہے کہ کنواری مریم (نعوذ باللہ) کی اشیر باد اس تعلق کے لیے نی جاتے تاکہ سائل کے لیے لیڈی کے دل میں جگہ پیدا ہو جائے..... یعنی انسان نے کبھی ایسی شرمناک بات نہ کی تھی کہ مقدس کنواری کو منظم بدکاری کا سرپرست قرار دے دے۔

ان وجوہات کی بنا پر ممکن تھا کہ آئندہ نسلیں ان ٹائٹوں کے کردار پر زیادہ سخت تنقید کرتیں۔ مگر

گوئیے عوامی شاعروں ( Bards ) نے اُن کی شان میں عشقیہ گانے اور نظمیں گا گا کر اُن کی عظمت کا نقش جما دیا..... ان میں سب سے پہلا شاعر ڈیوک ولیم نہم تھا۔ وہ ایک دل پھینک تھا۔ اور لوڈان وان کے فلسفہ کا پیش رو تھا۔..... اُس کا ایمان تھا کہ ایک حقیقی مرد کو چاہیے کہ وہ تمام عورتوں کو حاصل کر لے۔ اور اُس کا عمل بھی اسی پر تھا۔ جب بڑی رد و قدح کے بعد وہ صلیبی جنگ پر جانے کے لیے تیار ہوا تو اُس نے ارض مقدس کے سفر کے دوران اپنے گرد عورتوں کے جھنڈ (Swarm) (یا ریڈر؛ اضافہ) جمع کیے رکھے۔ موئزخ Geoffroy کے بیان کے مطابق اس حملہ کی شکست کی وجہ بھی اس کی عیاشی تھی اس کی شاعری کے کچھ حصے باقی رہ گئے ہیں۔ بعض میں فلسفہ ہے اور باقی محض بھونڈی فحش گوئی ہے۔۔۔۔۔ یہ نائٹ حضرات افلاطونی محبت پر اکتفا نہ کرتے تھے بلکہ اپنے دلوں کی "لیڈی" کو مکمل طور پر فتح کرنے کی تگ و دو میں رہتے تھے۔ کبھی بیسنے میں نہیں آیا کہ اُن میں سے کسی ناکام محبت نے رہبانیت اختیار کر لی ہو۔۔۔۔۔

یورپ کے بام مارگی اطوار عام قسم کے نائٹوں کے علاوہ تاریخ یورپ میں ایسے نائٹوں کے نظام بھی ملتے ہیں جو منافقانہ طور پر عیسائی بنے ہوئے تھے۔ اور کفر و جاہلیت اور حماقت کا مرقع تھے حقیقت یہ ہے کہ یورپ میں صحیح عیسائیت نہ پہنچ سکی اور نہ پنی۔ یورپ کے قدیم جاہلانہ مذہب جس میں اعضائے تناسل کی پوجا بنیادی حیثیت رکھتی تھی۔ اسی کے ساتھ عیسائیت گڈرڈ ہو گئی۔ اس سلسلے میں بہت سی کتب یورپ میں شائع ہوتی رہی ہیں۔ مگر حکومتیں ان کو خلاف قانون قرار دیتی رہی ہیں تاکہ مغربی تہذیب کا بھرم قائم رہے۔ مگر اب آزاد خیالی کا دور ہے اس لیے حال ہی میں دو اہم کتب چھپی ہیں جن کے

لے کنرے نے بھی یہی بات لکھی ہے کہ عورتوں کی فطرت کے خلاف مرد دنیا کی ہر عورت سے تعلقات قائم کرنے کا خواہشمند ہوتا ہے۔ مشرق نے تو مذہب نے مردانہ جذبات کا انضباط کیا ہے، مگر مغربی آزاد منشی سائڈوں اور بکروں کے معیار کی ہے۔ اسلام نے معاشرے کو گندگی سے بچانے کے لیے ہی عورتوں کے لیے قانونِ حجاب مقرر کیا ہے۔

P.P. 127-130 A History of Sexual customs (A Premier Book)

By Richard Lauhin Satron M.D.

نام درج ذیل ہیں:-

1. A Discourse on the worship of Priapus by Richard Payne Knight.
2. The worship of Generative Powers during the middle ages of Western Europe by Thomas Wright.

Ashley Montagu

مذکورہ بالا دونوں کتب دور جدید کی مشہور امریکی خاتون Anthropology نے جو انسانیات

کی ہیں، ایک جلد میں مرتب کر دی ہیں۔ اسی موضوع نے اس جلد کا ابتدائیہ لکھا ہے۔ ابتدائیہ میں مصنفین کی تعریف کرتے ہوئے وہ مصنف Payne Knight کے متعلق لکھتی ہیں کہ وہ کسی نظریہ کو لے کر نہیں چلتا بلکہ وہ نتیجہ سے بے پروا ہو کر حقیقتوں کی پیروی کرتا ہے۔ اس نے اپنے جمع کردہ مجسموں کی جو تصاویر دی ہیں وہ اس کے اخذ کردہ نتائج کو ثابت کرنے کے لیے کافی ہیں..... مجسمے اور چھوٹے چھوٹے ماڈل اعضائے تناسل۔ جن جو بطور تعویذ استعمال ہوتے تھے اور ایک زمانے میں تمام یورپ میں پھیلے ہوئے تھے۔ یورپ کے بعض حصوں میں آج بھی بیچتے اور تراشیدہ ماڈل موجود ہیں۔ دوسری کتاب کے متعلق وہ لکھتی ہیں کہ اس میں مردانہ اور زنانہ دونوں قسم کے اعضاء تناسل کی پوجا کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس موضوع پر ۱۹۳۱ء تک جتنی کتب چھپی ہیں۔ ان کی جدول کتابیاست Bibliography of Sexual rites and Customs کے نام سے ۱۹۳۱ء میں لندن سے شائع ہوئی تھی۔ مذکورہ بالا مجسمے اور تعویذ وغیرہ لندن میوزیم میں موجود ہیں۔

اب تک کے بیانات اور جو کچھ آئندہ ہم پیش کر رہے ہیں، ان سے ناظرین پر دو اہم باتیں واضح ہو جائیں گی۔ اول یہ کہ یورپ ہمیشہ جاہلیت اور حماقتوں کا منبع رہا ہے۔ دیگر یہ کہ یورپ میں جب مشرق سے علم اور آزادی آئی تو پادریوں اور حکومت کی حماقت اور بدکاریوں کی وجہ سے مغرب میں مذہب بھی مسخ اور بدنام ہو کر رہ گیا۔ اور اسی وجہ سے یورپ میں مذہب دشمن تحریکیں فروغ پا سکیں۔

قصہ مختصر Thomas Wright اپنی مذکور کتاب جو مجموعے کے دوسرے حصے کے طور پر چھپی ہے۔ اس کے صفحہ نمبر ۱ پر لکھتا ہے کہ:-

عیسائیت سے پہلے یورپ میں اعضائے تناسل کی پوجا عام تھی اور خاص بات یہ کہ انسانی فطرت میں یہ اس طرح ثبت تھی کہ انجیل کی نشر و اشاعت بھی اس کو ختم نہ کر سکی

کیونکہ یہ اس کے بعد بھی جاری رہی اور تسلیم کی جاتی رہی اور اکثر قرون وسطیٰ کے پادری اس کی حجت انفرادی کرتے رہے۔

..... پینٹاگٹ کی کتاب سے واضح ہوا کہ یہ رسم اس کے دور میں Isernia پینٹاگٹ (اطلی) کی کتابت میں جاری تھی۔ اس کتاب کے شائع ہونے کے انیس سال بعد ۲۶ جولائی ۱۸۵۸ء کو ایک خوفناک دہشت گردی یا جس سے یہ کتاب تباہ و برباد ہو گئی..... اس قسم کی پوجا قدیم روم میں رائج تھی مابعد روم ہی کے اپنے معتقدات میں پھیلا یا..... گال میں رومن تہذیب کے کھنڈرات سے ہمیں ۱۸۵۸ء میں پتہ چلا اور پتھان جو اس کے لیے وقف تھے، ملتے ہیں۔ باغات اور کھیتوں کو اس کی مخالفت میں دیا گیا تھا اور Phallus یعنی مردانہ عضو تناسل جس کو مختلف شکلوں میں بنایا گیا تھا، اسے مختلف قسم کے اثرات بد سے پناہ لینے کا ذریعہ سمجھا جاتا تھا۔ طلب پناہ (یعنی تعویذ) کے نظریے سے فیلس کی شکلیں پبلک بلڈنگوں پر بنائی جاتی تھیں اور گھروں کے اندر بھی اس کے مجسمے اہم جگہوں پر رکھے جاتے تھے۔ چھوٹے مجسموں کو عورتیں زیورات کے طور پر استعمال کرتی تھیں اور بچوں کے گلیوں میں بطور تعویذ ڈالے جاتے تھے..... جنوبی فرانس میں بھی اس کی پوجا زور شور سے کی جاتی تھی جہاں یہ مجسمے ایسی تھیں کہ دیواروں اور دیگر بلڈنگوں پر نصب کیے جاتے تھے..... ان میں سے بعض خاص مجسموں کی تصاویر پلیٹ نمبر ۲، ۳ میں دی گئی ہے۔ ان میں سے پہلی شکل ڈبل فیلس کی ہے۔ داخل ہونے والے دروازوں اور درسیوں وغیرہ پر نصب ہوتے تھے۔ ڈبل اور ٹرپل فیلس کے کانسی کے چھوٹے مجسمے کثرت سے مستعمل تھے جو بطور تعویذ استعمال کیے جاتے تھے..... (اس کے بعد ٹیٹیل فیلس کے مجسموں کی تصاویر اور تفصیل ہے جن کو حذف کیا جاتا ہے)..... پومپی آئی میں بھی یہ مجسمے ملتے ہیں..... جب ہم انگلینڈ میں آتے ہیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ یہاں بھی یہ رسم اسی طرح قائم تھی اور کانسی کے فیلس کے مجسمے اسی طرح ملتے ہیں جس طرح کہ فرانس اور اطلی میں

لہ تصاویر دنیا اور خصوصاً ایسی لغو تصاویر ہماری شائستگی کے خلاف ہے۔ ناظرین اصل کتاب کی طرف رجوع کریں۔

تھے..... یہ رسم سویڈن اور جرمن اقوام میں بھی اسی طرح رائج تھی.....

”پس ہمیں واضح ثبوت حاصل ہو جاتا ہے کہ قرون وسطیٰ کے عیسائی سادہ منا

شکل میں فیلس کی پرستش کرتے تھے اور عیسائی دعاؤں اور درخواستوں میں اسی سے خطاب کیا جاتا تھا۔“

سینٹ آگسٹائن اپنی طرف سے صفائی دیتے ہوئے ہمیں یہ اصل حقائق بتاتا ہے کہ Liberaia

کے رومن تہوار میں ایک شاندار رختہ میں ایک بڑے فیلس کا مجسمہ شہر کے پبلک مقام کے وسط میں دھوم دھام سے لایا جاتا تھا اور ایک بانوڑت میٹرن اس فحش مجسمے کو بھولوں کا مار پہناتی تھی۔ ایسا اس دیوتا کو خوش کرنے اور اچھی فصل حاصل کرنے اور ملک سے جاؤ کے بڑے اثرات دور کرنے

کے لیے کیا جاتا تھا..... ۱۲۶۸ء میں جب سکاٹ لینڈ میں مولیشیوں میں دیا بھیلی تو بعض پادریوں

نے کسانوں کو اس مجسمے کی رسوم ادا کرنے کے لیے..... جن بڑنگوں کو خاص طور پر اس مجسمے کی

پناہ بھی دیا جاتا تھا وہ چرچ تھے..... ایسے مجسمے عام طور پر صدر دروازے پر نصب کیے جاتے

تھے۔ Toulouse کے کمیٹیڈرل چرچ پر یہ مجسمہ نصب تھا اور Bourdeaux کے

ایک سے زیادہ چرچوں پر اور فرانس کے دیگر اور گرجاؤں پر بھی اس کا مجسمہ نصب تھا۔

مگر انقلاب فرانس کے موقع پر پادریوں کی بدی کے ان نشانات کو برباد کر دیا گیا.....

..... خاص بات یہ ہے کہ آئر لینڈ میں زنانہ عضو چرچوں کی حفاظت کے لیے استعمال ہوتا تھا

اور جس طرح ان شکلوں کو بنایا جاتا تھا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کی بڑی اہمیت تھی۔

قدیم دور نے Priapus کو دیوتا بنایا تھا اور قرون وسطیٰ میں اسے سینٹ کا مقام دے دیا گیا

اور بھی مختلف ناموں کے ذریعے اس کی پوجا ہوتی۔ فرانس کے جنوب میں اسے St. Fountin کے نام

1 P. 19 The Worship of the Generative powers during middle ages of Western Europe by Thomas Wright.

2 P. 26 Ibid. 3 P. 23 Ibid. 4. P. 30, 31 Ibid.

5. P. 32 Ibid. 1 - p. 35 Ibid.

سے پوجا جاتا تھا۔۔۔۔۔ شمالی ایلپس میں Embrun کے مقام پر سینٹ فاؤنٹن کا فیلس مختلف شکل میں پوجا جاتا تھا۔ عورتیں اس کے سر پر شراب ڈالتی تھیں۔ اُسے پھر ایک برتن میں اکٹھا کیا جاتا تھا۔۔۔۔۔ جب ۱۵۸۵ء میں پروٹسٹنٹوں نے ایمبرن پر قبضہ کیا تو انہیں فیلس بڑے گرجا کے نوادرات میں بحفاظت رکھا ہوا ملا۔۔۔۔۔ اس سے بھی بڑا لکڑی کا فیلس جس پر چمچڑا چڑھا یا گیا تھا وہ Orange کے مقام پر St. Eutropius کے چمچ میں پرستش کے لیے استعمال ہوتا تھا۔ مگر ۱۵۶۲ء میں پروٹسٹنٹوں نے اس پر قبضہ کر کے اُسے پیگ میں آگ لگا دی۔۔۔۔۔ اسی کے مثل Phallic Saints

(فینیک سینٹس) کی پوجا St. Guelichor کے نام سے Bourges میں اور  
St. Gries کے نام سے Britany میں اور سینٹ Regnaud کے نام سے برکنڈی  
میں ہوتی تھی۔۔۔۔۔ وغیرہ وغیرہ۔

۔۔۔۔۔ بعض جگہ شادی کی رسوم میں دلہن اپنا کنوار پن Priapus کو پیش کرتی تھی۔۔۔۔۔ اس رسم سے ایک بُرائی پیدا ہوتی جو NUNNERIES یعنی راہبہ خانوں میں پھیل گئی اور عورتیں لکڑی کا فیلس استعمال کرنے لگیں جس کی اصل مذہبی رسم تھی۔



1- P. 49, 50.

2- P. 51, 52.

(تفصیلات اصل کتاب میں ملاحظہ فرمائیں)

3- P. 56, 57, 58.